پہلا باب

کانوں تک ہاتھ اٹھانا

نماز میں تکبیر تحریمہ کے وقت مردوں کو کانوں تک ہاتھ اٹھانا سنت ہے مگر وہابی غیر مقلد عورتوں کی طرح کندھوں سے انگوٹھے چھوکر ہاتھ باندھے لیتے ہیں۔ لہٰذا ہم اس باب کی دو فصلیں کرتے ہیں۔ پہلی فصل میں اپنے احناف کے دلائل۔ دوسری فصل میں غیر مقلدوں کے اعتراضات و جوابات۔ رب تعالیٰ قبول فرمائے۔

پہلی فصل

کانوں تک ہاتھ اٹھانے کی بہت سی احادیث ہیں جن میں سے ہم چند پیش کرتے ہیں:

حدیث ۱ تا ۳: بخاری، مسلم، طحاوی نے مالک ابن حویرث سے روایت کی:

كان النبى صلى الله عليه وسلم اذا كبر رفع يديه حتّٰى يحاذى بهما اذنيه وفى رواية حتّٰى يحاذى بهما فروع ازنيه ٥

ترجمہ: حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم جب تکبیر فرماتے تو اپنے ہاتھ مبارک کانوں تک اٹھاتے دیگر الفاظ یہ ہیں کہ کانوں کی لو تک اٹھاتے۔

حدیث ۴: ابوداؤد شریف میں حضرت براء ابن عازب سے روایت ہے:

ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان اذا افتتح الصلوٰة رفع يديه الٰى قريب من اذنيه ثم لا يعود ٥

ترجمہ: میں نے حضور کو دیکھا کہ جب نماز شروع فرماتے تو اپنے ہاتھ مبارک کان کے قریب تک اٹھاتے۔ پھر رفع یدین نہ فرماتے۔

حدیث ۵: مسلم شریف نے حضرت وائل ابن حجر سے روایت کی:

انهٗ راى النبى صلى الله عليه وسلم رفع يديه حين دخل فى الصلوٰة كبر قال احد الرواة حيال اذنيه ثم التحف بثوبه ٥

ترجمہ: انہوں نے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو دیکھا کہ حضور جب نماز میں داخل ہوئے تو اپنے ہاتھ اٹھائے۔ ایک

راوی نے فرمایا کہ اپنے کانوں کے مقابل پھر کپڑے میں ہاتھ چھپا لئے۔

حدیث ٦ تا ٨: بخاری ابوداؤد نسائی نے حضرت ابوقلابہ سے روایت کی:

عن مالك ابن حويرث قال رأيت النبى صلى الله عليه وسلم يرفع يديه اذا كبر واذا رفع راسهٗ من الركوع حتّٰى يبلغ بهما فروع اذنيه

ترجمہ: مالک ابن حویرث نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ ہاتھ شریف اٹھاتے تھے جب تکبیر تحریمہ فرماتے اور جب رکوع سے سر شریف اٹھاتے یہاں تک کہ ہاتھ کانوں کی لو تک پہنچ جاتے۔

حدیث ٩ تا ١٢: امام احمد، اسحاق ابن راہویہ، دار قطنی، طحاوی نے براء ابن عازب سے روایت کی:

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا كبر يرفع يديه حتّٰى نرٰى ابهاميه قريبا من اذنيه

ترجمہ: جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تو یہاں تک ہاتھ شریف اٹھاتے کہ آپ کے انگوٹھے کانوں کے مقابل ہو جاتے۔

حدیث ١٣ تا ١٥: حاکم نے مستدرک میں دار قطنی اور بیہقی نے نہایت صحیح اسناد سے جو بشرط مسلم و بخاری ہے۔ حضرت انس سے روایت کی:

رايت رسول الله صلى الله عليه وسلم كبر فحاذٰى بابهاميه اذنيه

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے تکبیر کہی اور اپنے انگوٹھے اپنے کانوں کے مقابل کر دیے۔

حدیث ١٦ تا ١٧: عبدالرزاق اور طحاوی نے حضرت براء بن عازب سے روایت کی:

كان النبى صلى الله عليه وسلم اذا كبر لافتتاح الصلوٰة رفع يديه حتّٰى يكون ابهاماه قريبا من سحمة اذنيه

ترجمہ: جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز شروع فرمانے کیلئے تکبیر فرماتے تو یہاں تک ہاتھ شریف اٹھاتے کہ آپ کے انگوٹھے کانوں کی گدیہ کے مقابل ہو جاتے۔

حدیث ١٨: ابوداؤد نے حضرت وائل ابن حجر سے روایت کی:

ان النبى صلى الله عليه وسلم رفع يديه حتّٰى كانت بجبال منكبيه وحاذىٰ بابها ميه اذنيه

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ مبارک اٹھائے یہاں تک کہ ہاتھ شریف تو کندھوں کے اور انگوٹھے کانوں

کے مقابل ہو گئے۔

حدیث۱۹: دار قطنی نے حضرت براء ابن عازب سے روایت کی:

انہٗ رای النبی صلی اللہ علیہ وسلم حین افتتح رفع یدیہ حتی حاذٰی بھما اذنیہ ثم لم یعد الٰی شیء من ذٰلک حتی فرغ من صلوٰتہٖo

ترجمہ: انہوں نے حضور کو دیکھا جب آپ نے نماز شروع کی تو اپنے ہاتھ مبارک اٹھائے یہاں تک کہ انہیں کانوں کے مقابل فرمادیا۔ پھر نماز سے فراغت تک ہاتھ نہ اٹھائے۔

حدیث۲۰: طحاوی شریف نے ابوحمید ساعدی سے روایت کی:

انہٗ کان یقول لاصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا اعلمکم بصلوٰۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا قام الی الصلوٰۃ کبر ورفع یدیہ حذاء وجھہٖo

ترجمہ: وہ حضور کے صحابہ سے فرمایا کرتے تھے کہ تم سب سے زیادہ حضور کی نماز کو میں جانتا ہوں۔ آپ جب کھڑے ہوتے نماز میں تو تکبیر فرماتے اور اپنے ہاتھ مبارک چہرے شریف کے مقابل تک اٹھاتے۔

کانوں تک ہاتھ اٹھانے کی اور بہت احادیث پیش کی جاسکتی ہیں۔ صرف بیس حدیثوں پر کفایت کرتا ہوں۔ اگر زیادہ مطلوب ہوں تو کتب احادیث خصوصاً صحیح البہاری شریف کا مطالعہ کرو کہ اس جیسی کتاب حنفی مذہب کی تائید میں احادیث کی جامع آج تک نہ دیکھی گئی۔

عقلی دلائل: عقل بھی چاہتی ہے کہ نماز شروع کرتے وقت کانوں تک ہاتھ اٹھائے جائیں کیونکہ نمازی نماز شروع کرتے وقت عبادت میں مشغول ہوتا ہے۔ اور دنیاوی جھگڑوں سے بیزار و بے تعلق ہوتا ہے، کھانا پینا بولنا ادھر ادھر دیکھنا سب کو اپنے اوپر حرام کرلیتا ہے۔ گویا دنیا سے نکل کر عالم بالا کی سیر کرتا ہے۔ اور عرف میں جب کسی چیز سے توبہ یا بیزاری کراتے ہیں تو کانوں پر ہاتھ رکھواتے ہیں کندھے نہیں پکڑواتے گویا نمازی قول سے نماز شروع کرتا ہے اور اپنے عمل سے کانوں پر ہاتھ رکھ کر دنیا سے بیزار ہوتا ہے۔ ایسے موقع پر کندھے پکڑنا بالکل ہی خلاف عقل ہے۔ جیسے سجدے میں مسلمان زبان سے تو رب تعالیٰ کی عظمت و کبریائی کا اقرار کرتا ہے اور سر زمین پر رکھ کر اپنے عجز و نیاز کا اظہار، ایسے ہی شروع نماز کے وقت ایک جز کا اقرار زبان سے ہے دوسری جز کا اظہار عمل سے۔

دوسری فصل

اس مسئلہ پر اعتراض وجواب میں

غیر مقلدین کے پاس اس مسئلہ پر دو اعتراض ہیں جو ہر جگہ پیش کرتے ہیں:

اعتراض ا: مسلم وبخاری نے حضرت ابوحمید ساعدی سے ایک طویل حدیث نقل کی جس میں الفاظ یہ ہیں:

اذا کبر جعل یدہ حذاء منکبیہo

ترجمہ: حضور جب تکبیر فرماتے تو اپنے ہاتھ شریف کندھوں کے مقابل کرتے تھے۔

انہی مسلم وبخاری نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ الفاظ نقل کئے:

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یرفع یدیہ حذو منکبیہo

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھ مبارک اپنے کندھوں کے مقابل کرتے تھے۔

یہ حدیث بہت اسنادوں سے مروی ہے معلوم ہوا کہ کندھوں تک ہاتھ اٹھانا سنت ہے اور کانوں تک ہاتھ اٹھانا خلاف سنت ہے۔

جواب: یہ احادیث حنفیوں کے بالکل خلاف نہیں کیونکہ کانوں سے انگوٹھے لگنے میں ہاتھ کندھوں تک ہوجاویں گے۔ اور دونوں حدیثوں پر عمل ہوجاوے گا۔ لیکن کندھوں تک انگوٹھے لگانے میں ان احادیث پر عمل نہ ہوسکے گا جن میں کانوں تک کا ذکر ہے۔ حنفی مذہب دونوں قسم کی حدیثوں پر عمل کرتا ہے۔ وہابی مذہب ایک قسم کی حدیثیں چھوڑ دیتا ہے۔ لہٰذا حنفی جامع ہیں۔

بلکہ حدیث نمبر ۱۸ میں اس کی تصریح گزر گئی کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھ شریف ایسے اٹھاتے تھے کہ ہاتھ تو کندھوں تک ہوتے تھے اور انگوٹھے کانوں تک۔ لہٰذا نہ احادیث متعارض ہیں نہ ان دونوں حدیثوں کا جمع کرنا مشکل، صرف تمہاری سمجھ میں پھیر ہے۔

سارے غیر مقلدوں کو عام اعلان ہے کہ کوئی مرفوع حدیث ایسی دکھاؤ جس میں یہ ہو کہ حضور اپنے انگوٹھے کندھوں تک اٹھاتے تھے۔ جہاں کندھوں کا ذکر ہے وہاں ہاتھ ارشاد ہوا اور جہاں کانوں کا ذکر ہے وہاں انگوٹھا فرمایا گیا۔ جس سے معلوم ہوا کہ کندھوں تک ہاتھ اسی طرح اٹھتے تھے کہ انگوٹھے کانوں تک پہنچ جاتے تھے۔

اعتراض ۲: کانوں کی جتنی احادیث آپ نے پیش کیں۔وہ سب ضعیف ہیں لہٰذا قابل عمل نہیں۔

جواب: اس کے چند جواب ہیں: ایک یہ کہ وہابی غیر مقلد اپنی عادت سے مجبور ہیں کہ اپنے مخالف حدیثوں کو بلا وجہ ضعیف کہہ دیتے ہیں۔دوسرے یہ کہ ہم نے اسی سلسلہ میں مسلم و بخاری کی احادیث بھی پیش کی ہیں۔جن پر تمہارا پختہ ایمان ہے۔تیسرے یہ کہ ضعیف حدیث جب کئی اسنادوں سے منقول ہو تو قوی اور حسن بن جاتی ہے۔کمزور تنکے مل کر مضبوط رسی بن جاتے ہیں۔تو کمزور اسنادیں متن حدیث کو قوی کیسے نہ کریں گی۔دیکھو اسی کتاب کا مقدمہ۔چوتھے یہ کہ ان احادیث پر امت کے علماء اولیاء صالحین نے عمل کیا ہے۔امت کے عمل سے ضعیف حدیث قوی ہو جاتی ہے۔پانچویں یہ کہ اگر یہ احادیث ضعیف بھی ہوں تب بھی امام اعظم ابوحنیفہ جیسی ہستی کا اسے قبول کرنا ہی قوی بنا دے گا۔کیونکہ عالم صالح کا قبول کر لینا ضعیف حدیث کو قوی کر دیتا ہے۔چھٹے یہ کہ آپ کا ان احادیث کو ضعیف کہہ دینا جرح مجہول ہے جو کسی طرح قابل قبول نہیں، کیونکہ اس میں وجہ ضعف نہ بتائی گئی کہ کیوں ضعیف ہے۔ساتویں یہ کہ اگر محدثین کو یہ احادیث ضعیف ہو کر ملیں تو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ پر اس کا اثر نہیں ہوسکتا کیونکہ ان کے وقت میں ضعیف راوی اسنادوں میں شامل ہی نہیں ہوئے تھے۔بعد کا ضعف پہلے والوں کا مضر نہیں۔وہابیوں کے اس مایہ ناز اعتراض کے ٹکڑے اڑ گئے الحمدللہ رب العٰلمین o